کیا نابالغ بچہ بالغ افراد کی امامت کرواسکتا ہے؟ ایک حدیث پاک کی شرح

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کیا نابالغ بچہ بالغ افراد کی امامت کرواسکتا ہے، اگر نہیں، تو اس کی وجہ کیا ہے؟ نیز کیا ایسی حدیث موجود ہے کہ حضرت عمر بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نابالغی کی حالت امامت کرواتے تھے، اگر ہے، تو اس کا جواب کیا ہے؟

سائل: احمد رضا (ٹینچ بھاٹہ، راولپنڈی)

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اصح مذہب کے مطابق نابالغ بچہ کسی بھی نماز میں بالغ افراد کی امامت نہیں کرواسکتا، حتی کہ تراویح اور نوافل میں بھی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "امام مقتدیوں کی نماز کا ضامن، یعنی ان کی نماز امام کی نماز کے ضمن میں ہوتی ہے" اور قاعدہ یہ ہے کہ شے اپنے سے ادنیٰ چیز کو تو ضمن میں لئے ہوئے ہوتی ہے، لیکن اعلیٰ کو نہیں۔ اب نابالغ پر چونکہ نماز فرض نہیں، اس لئے اس کے فرض بھی نفل ہی شمار ہوتے ہیں اور یہ بات واضح ہے کہ فرض کا مرتبہ نفل سے زیادہ ہوتا ہے، لہذا بالغ شخص کی فرض نماز نابالغ کے پیچھے نہیں ہوسکتی۔ رہے نوافل! تو نابالغ کے نوافل کا درجہ بھی بالغ کے نوافل سے کم ہوتا ہے، یوں کہ نابالغ نفل شروع کرکے توڑ دے، تو اس پر قضا لازم نہیں، جبکہ بالغ پر قضا لازم ہوتی ہے، لہذا نابالغ نوافل میں بھی امامت نہیں کرواسکتا۔

حکمِ مسئلہ کا حدیث اور آثار سے ثبوت:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "الامام ضامن" ترجمہ: امام ضامن ہے۔ (مسند احمد بن حنبل، ج12، ص 89، مطبوعہ، مؤسسۃ الرسالہ)

اس حدیثِ پاک کے تحت عمدۃ القاری میں ہے: "بمعنی: یضمنها صحة وفسادا والفرض لیس مضمونا في النفل" ترجمہ: معنی یہ ہے کہ امام صحت و فساد کے اعتبار سے مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہوتا ہے اور فرض نفل کے ضمن میں نہیں آسکتے۔ (عمدۃ القاری، ج5، ص239، مطبوعہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اسی کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: "یعنی امام مقتدیوں کی نماز کا ذمہ دار ہے اور اپنی نماز کے ضمن میں ان کی نمازوں کو لیے ہوئے، اسی لئے امام کی قراءت مقتدی کی قراءت ہے، امام کے سہو سے مقتدی پر سجدہ ہے، مقیم امام کے پیچھے مسافر مقتدی پوری نماز پڑھے گا۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ نفل والے کے پیچھے فرض والے کی نماز جائز نہیں، کیونکہ فرض نفل سے اعلیٰ ہے اور اعلیٰ کے ضمن میں ادنیٰ آسکتا ہے، نہ کہ ادنیٰ کے ضمن میں اعلیٰ۔ یونہی اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مختلف ہو تو جائز نہیں، کیونکہ کوئی نماز اپنے غیر کو اپنے ضمن میں نہیں لے سکتی، لہذا عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر کی قضاء نہیں پڑھی جا سکتی، یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کی نماز فاسد ہونے پر مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہوگی، غرضکہ یہ حدیث بہت سے مسائل میں امام اعظم کی دلیل ہے۔" (مراۃ المناجیح، ج1، ص414، مطبوعہ، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

حضرتِ ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: "لا یؤم الغلام حتی یحتلم" ترجمہ: بچہ امامت نہ کروائے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔ (مصنف عبد الرزاق، ج1، ص487، مطبوعہ، المکتب الاسلامی، بیروت)

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: "ان عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز اخبرہ ان محمد بن ابی سوید اقامه للناس وهو غلام بالطائف في شهر رمضان يؤمهم، فكتب بذلك الى عمر يبشره، فغضب عمر و كتب اليه: ما كان نولك ان تقدم للناس غلاما مالم تجب عليه الحدود" ترجمہ: محمد بن سوید رضی اللہ تعالی عنہ نے رمضان المبارک میں طائف میں عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کو لوگوں کی امامت کے لئے کھڑا کر دیا اور حضرتِ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ کی جانب بطورِ خوشخبری خط لکھا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالی عنہ غضبناک ہوئے اور واپس خط لکھا کہ ہم نے تمہیں اس چیز کا اختیار نہیں دیا کہ تم ایسے بچے کو امام بنا لو جس پر حدود واجب نہیں ہوتی۔ (مصنف عبد الرزاق، ج2، ص398، مطبوعہ، المکتب الاسلامی، بیروت)

فقہی جزئیات:

فقہِ حنفی کی مشہور و معروف کتاب الہدایہ میں ہے : ”ولا یجوز للرجال ان یقتدوا بامراۃ او صبی۔۔اما الصبی فلانہ متنفل فلا یجوز اقتداء المفترض بہ۔۔والمختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا، لان نفل الصبی دون نفل البالغ حیث لا یلزمہ القضاء بالافساد بالاجماع ولا یبنی القوی علی الضعیف“ ترجمہ : مردوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ عورت یا بچے کی اقتداء کریں۔ بہر حال بچہ ! تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ نفل ادا کرنے والا ہے ، لہذا فرض ادا کرنے والے کے لئے اس کی اقتداء جائز نہیں۔ اور مختار یہ ہے کہ تمام نمازوں میں نابالغ کی اقتداء جائز نہیں ، کیونکہ بچے کے نوافل کا درجہ بالغ کے نوافل کی بنسبت کم ہے ، اس حیثیت سے کہ نابالغ نوافل فاسد کردے ، تو بالاجماع اس پر قضاء لازم نہیں اور قوی کی بنیاد ضعیف پر نہیں ہو سکتی۔ (الہدایہ ، ج 1 ، ص 57 ، مطبوعہ ، داراحیاء التراث ، بیروت)

اوراعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن ارشاد فرماتے ہیں : ”مگر (نابالغ) بالغوں کی امامت مذہب اصح میں مطلقاً نہیں کرسکتا ، حتی کہ تراویح و نافلہ میں بھی۔ فی ردالمحتار: ”لا یصح اقتداء الرجل بصبی مطلقا ولو فی نفل علی الاصح“ ترجمہ : ردالمحتار میں ہے : اصح قول کے مطابق بالغ مرد کا نابالغ کی اقتداء کرنا ہر حال میں درست نہیں اگرچہ نفل نماز میں ہو۔ ہدایہ میں ہے : ”المختار انہ لا یجوز فی الصلوات کلھا“ ترجمہ : مختار قول یہ ہے کہ سب نمازوں میں نابالغ کی امامت درست نہیں۔“ (فتاوی رضویہ ، ج 6 ، ص 477 ، مطبوعہ ، رضا فاؤنڈیشن ، لاہور)

اور جہاں تک حضرتِ عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کی امامت کا معاملہ ہے ، تو یہ مختلف کتبِ احادیث میں موجود ہے کہ آپ نے چھ یا سات سال کی عمر میں امامت کروائی ، لیکن فقہاء اور محدثین نے اس کی مختلف توجیہات بیان فرمائی ہیں ، ان میں سے دو درج ذیل ہیں :

(1) یہ معاملہ اس وقت کا ہے کہ جب مقتدی کی نماز امام کی نماز کے متعلق نہیں تھی ، پھر جب یہ حکم آگیا کہ مقتدی کی نماز کا امام کی نماز کے ساتھ تعلق ہوتا ہے ، تو سابقہ حکم باقی نہ رہا۔

(2) حضرتِ عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے نہیں ، بلکہ اپنی رائے اور اجتہاد سے امام بنایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہ فرمایا کہ تم میں سے زیادہ قرآن جاننے والا امامت کروائے ، نہ یہ کہ نابالغ کو بھی امام بنا لیا جائے۔ اب قبیلے میں چونکہ نابالغ ہونے کے باوجود حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ ہی سب سے زیادہ قرآن جانتے تھے ، اس لئے انہیں امام بنا لیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابو بکر و عمر اور

حضرتِ ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہم جیسے کِبار اور فقہاء صحابہ نے اس کی مخالفت کی اور فرمایا کہ بالغ ہونے سے پہلے بچہ امامت نہیں کرواسکتا۔

حدیثِ عمرو بن سلمہ اور اس کی توجیہات :

حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اسلام قبول کیا، تو واپس آکر فرمایا : ”جئتکم واللہ من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم حقا، فقال: "صلوا صلاۃ کذا فی حین کذا وصلوا صلاۃ کذا فی حین کذا، فاذا حضرت الصلاۃ فلیؤذن احدکم ولیؤمکم اکثرکم قرآنا" فنظروا فلم یکن احدا کثر قرآنا منی لما کنت اتلقی من الرکبان، فقدمونی بین ایدیھم وانا ابن ست اوسبع سنین و کانت علی بردۃ، کنت اذا سجدت تقلصت عنی، فقالت امراۃ من الحی: الا تغطوا عنا است قارئکم؟ فاشتروا فقطعوا لی قمیصا، فما فرحت بشیء فرحی بذلك القمیص“ ترجمہ : اللہ کی قسم !میں تمہارے پاس ایک سچے نبی کے پاس سے آیا ہوں، انہوں نے فرمایا : فلاں نماز فلاں وقت میں اس طرح پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں اس طرح پڑھو، پس جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور تمہاری امامت وہ کروائے جو تم میں سے زیادہ قرآن جانتا ہو، پس لوگوں نے دیکھا، تو انہیں مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا نہ ملا، کیونکہ میں قافلے والوں سے مل کر (قرآن یاد کرلیا کرتا تھا)، پس لوگوں نے مجھے امامت کے لیے آگے کر دیا، حالانکہ اس وقت میری عمر چھ یا سات سال تھی، میرے پاس ایک ہی چادر تھی، جب میں سجدہ کرتا، تو وہ اوپر ہو جاتی (اور پیچھے کی جگہ نظر آنے لگتی)، پس اس قبیلہ کی ایک عورت نے کہا : کیا تم اپنے قاری کے سرین ہم سے نہیں چھپاؤ گے ؟ پس انہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لئے قمیص بنائی، تو میں کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوا، جتنا اس قمیص کی وجہ سے ہوا۔ (صحیح بخاری، ج 5، ص 150، مطبوعہ، دار طوق النجاۃ)

اس حدیث پاک کے تحت شرح ابی داؤد للعینی میں ہے : ”والجواب عن الحدیث: ان ذلك کان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ابتداء الاسلام حین لم تکن صلاۃ المقتدی متعلقۃ بصلاۃ الامام“ ترجمہ : اور حدیثِ پاک کا جواب یہ ہے کہ یہ معاملہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ابتدائے اسلام میں ہوا، جب مقتدی کی نماز امام کی نماز کے متعلق نہیں تھی۔ (شرح ابی داؤد للعینی، ج 3، ص 86، مطبوعہ، ریاض)

اسی حدیث کے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں ہے : ”واما امامۃ عمرو فلیس بمسموع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم وانما قدموہ باجتھاد منھم۔۔فکیف یستدل بفعل الصبی علی الجواز وقد قال ھو بنفسہ و کانت علی بردۃ الخ والعجب من الشافعیۃ انھم لم یجعلوا قول ابی بکر الصدیق وعمر الفاروق وغیرھم من کبار

الصحابة حجة واستدلوا بفعل صبی مثل ھذا حالہ" ترجمہ : بہر حال عمرو بن سلمہ کی امامت کا معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسموع نہیں، ان افراد نے اپنی رائے سے عمرو بن سلمہ کو امامت کے لئے آگے کیا تھا۔ پس ایک بچے کے فعل سے جواز پر کیسے استدلال کیا جا سکتا ہے، حالانکہ انہوں نے خود کہا ہے کہ مجھ پر ایک چادر تھی (جس کی وجہ سے ستر ظاہر ہو جاتا تھا)؟ اور شوافع سے تعجب ہے کہ انہوں نے حضرتِ ابو بکر و عمر اور ان کے علاوہ بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے قول کو حجت نہیں بنایا اور ایسے بچے کے فعل سے استدلال کر لیا، جس کی حالت بیان ہوئی۔ (مرقاۃ المفاتیح، ج 3، ص 870، مطبوعہ، دار الفکر، بیروت)

البنایہ شرح الہدایہ میں ہے: "واما عدم جواز الاقتداء بالصبی فلانہ متنفل والذی یقتدي بہ مفترض (فلا یجوز اقتداء المقترض بہ) ای بالمتنفل، لان صلاۃ الامام متضمنۃ صلاۃ المقتدی صحۃ وفسادا، لقولہ علیہ السلام "الامام ضامن" ولا شك ان الشیء انما یتضمن ما ھو دونہ لا ما ھو فوقہ، فلم یجز اقتداء البالغ بالصبی۔۔ وقال الحسن والشافعی: تصح امامتہ۔۔ لما روی البخاری عن عمرو بن سلمۃ۔۔ وقد خالفہ امثال الصحابۃ وقد قال عمرو: کنت اذا سجدت خرجت استی وھذا غیر بالغ والعجیب انھم لم یجعلوا قول ابی بکر الصدیق وعمر الفاروق وکبار الصحابۃ رضی اللہ عنھم وافعالھم حجۃ واستدلوا بفعل صبی عمرہ ست سنین ولا یعرف فرائض الوضوء والصلاۃ، فکیف یتقدم فی الامامۃ؟ ومنعہ احوط فی الدین وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ لا یؤم الغلام حتی یحتلم وعن ابن مسعود: لا یؤم الغلام الذی لا تجب علیہ الحدود رواھما الاثرم فی سننہ" ترجمہ: بہر حال نابالغ کی اقتداء کا عدمِ جواز اس لئے ہے، کیونکہ وہ متنفل یعنی نفل ادا کرنے والا ہے اور اس کی اقتداء کرنے والا مفترض یعنی فرض ادا کرنے والا ہے، لہذا مفترض کے لئے متنفل کی اقتداء جائز نہیں، کیونکہ صحت و فساد کے اعتبار سے امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہوتی ہے، کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہوتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ شے اپنے سے کم درجہ والی چیز کو متضمن ہوتی ہے، نہ کہ اوپر والی کو، پس اسی وجہ سے بالغ کا نابالغ کی اقتداء کرنا جائز نہیں۔۔ اور امام حسن اور امام شافعی علیہما الرحمۃ نے فرمایا: نابالغ کی امامت صحیح ہے، کیونکہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت نقل کی ہے۔۔ (ہم کہتے ہیں:) تحقیق اس حدیث کی بڑے بڑے صحابہ نے مخالفت کی ہے اور خود عمرو بن سلمہ نے کہا: جب میں سجدہ کرتا، تو میری سرین ظاہر ہو جاتی اور یہ بالغ نہیں تھے اور حیرت ہے کہ نابالغ کی امامت کے قائلین نے ابو بکر و عمر اور بڑے بڑے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و افعال کو حجت نہیں مانا اور ایک چھوٹے سے بچے کے فعل سے دلیل پکڑ لی، جس کی عمر چھ سال تھی

اور اتنا چھوٹا بچہ وضو و نماز کے فرائض کو بھی نہیں جانتا، تو اسے امامت کے لئے کیسے آگے کیا جا سکتا ہے؟ نابالغ کی امامت کا ممنوع ہونا ہی دین میں احوط ہے۔ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: بچہ امامت نہ کروائے، یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: جس بچے پر حدود واجب نہیں ہوتی، وہ امامت نہیں کروا سکتا۔ (البنایہ شرح الہدایہ، ج2، ص344، مطبوعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: محمد فرحان افضل عطاری

مصدق: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: PIN-7542

تاریخ اجراء: 11 جمادی الثانی 1446ھ/14 دسمبر 2024ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net